اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

یا اللہ

حق چار یار

دینیات

سُلوک و طریقت کی حقیقت

(حصہ دوم)

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 19

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

ذِکر اِلٰہی کی فضیلت	3
مجرد اسم ذات ''اللہ'' کا ذکر	3
طریقہ ذکر اسم ذات ''اللہ''	4
ذِکر لسانی و قلبی کا طریقہ	5
ذِکر خفی قلبی کا طریقہ	6
اسم اعظم ''یا اللہ''	7
مجرب روحانی علاج	8
مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا	8
یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے	9
اِسم ذات کا ذِکر رُوح کی غذا ہے	10
ذِکر نفی اثبات	10
مقام فرد...... قطبیت سے مقام فردیت تک	11
قطب ارشاد	13
ذِکر اسم ذات ''اللہ'' سے سَیر عَنِ اللّٰہ بِاللّٰہ	15
نماز میں لطائف ستہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں	16
انسان کے سات لطیفوں کے موافق سات قدم	17
منصب قیوم (یعنی منصب وزارت قیومیت)	18
منصب صدیق...... مقام صدیقیت	20
مقام ولایت...... مقام شہادت...... مقام صدیقیت	21
راہِ سلوک میں ترقی مراتب...... ذکر، تلاوت، قرآن اور نماز	21
ہر عمل کے لئے مقام وموسم ہے	23
لطائف ستہ	23
منصب عبد...... مرتبہ مقام عبدیت	25
عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد	26
ہمزاد شیطان	29
شیطان سراسر فتنہ ہے	30

☆☆☆☆

حافظ عبدالوحید الحنفی

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490
26 جمادی الاولیٰ 1429ھ مطابق یکم جون 2008ء...... قیمت 20 روپے
ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک...... النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال
ڈیزائننگ ❀ کمپوزنگ ❀ سکیننگ ❀ پرنٹنگ ❀ بک بائنڈنگ
zedemm@yahoo.com 0543-421803/0334-8706701

سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ دوم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَ الۡجَمَاعَۃِ بِفَضۡلِہِ الۡعَظِیۡم۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقِہٖ عَظِیۡم۔

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَخُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

ذِکرِ اِلٰہی کی فضیلت

(۱) قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَلَیۡکَ بِتِلَاوَۃِ الۡقُرۡاٰنِ وَ ذِکۡرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاِنَّہٗ ذِکۡرُ لَّکَ فِی السَّمَاءِ وَ نُوۡرٌ لَّکَ فِی الۡاَرۡضِ (الترغیب والترہیب ۳ ص ۵۳۰ عبدالعظیم منذری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تلاوت قرآن کو لازم پکڑ اور ذکرِ الٰہی کیا کر۔ کیوں کہ اس سے آسمان میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں تیرے لئے نور ہوگا۔

مجرد اسم ذات ”اَللّٰہ“ کا ذکر

(۲) عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوۡلُ اَللّٰہ اَللّٰہ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (دُنیا میں) ایک بھی

اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا۔

مزید براں اذان اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے شروع اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر ختم ہوتی ہے اور نماز بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے شروع اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه پر ختم ہوتی ہے۔

طریقہ ذکر اسم ذات "اَللّٰہُ"

ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے، مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے۔ مثلاً اذان، تکبیرات تشریق وغیرہ، اس میں بدعت نہیں اور ما سوائے اس کے ذکر جہر بدعت ہے۔

(۱) چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

وَ الْاَصْلُ فِی الْاَذْكَارِ الْاِخْفَاءُ وَ الْجَهْرُ بِهَا بِدْعَة …… الخ

یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور ان کا پکار کر کرنا بدعت ہے۔

جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں، بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے:

لِاَنَّ الْجَهْرَ بِالتَّكْبِيْرِ بِدْعَةٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (پ۸ سورۃ الاعراف آیت ۵۵)

یعنی کسی بھی وقت جہر کے ساتھ تکبیر بدعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

اِنَّ الْجَھْرَ بِالتَّکْبِیْرِ بِدْعَۃٌ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ اِلَّا فِی الْمَوَاضِعِ الْمُسْتَثْنَاۃ (کفایہ شرح ہدایہ)

یعنی کسی بھی وقت جہر کے ساتھ تکبیر بدعت ہے سوائے چند چیدہ جگہوں کے۔

ذِکرِ لسانی وقلبی کا طریقہ

ذکرِ لسانی ہمیشہ اپنی کثرت اور مداومت سے کریں۔ ذکرِ قلبی جس کا مرکز زیر پستان چپ جو چار انگل نیچے ہے اور ذکر روحی کی طرف جس کا مرکز زیر پستان راست ہے، منجر ہوتا ہے۔ مگر ہم کو لطائف کے جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں مسافت طویل ہے۔ بہرحال پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) ذکرِ لسانی پر مداومت فرمائیے اور جس قدر اس میں زیادتی ممکن ہو عمل میں لاتے ہوئے قلبی ذکر کی طرف بھی توجہ فرمائیے۔ یعنی قلب جو کہ بائیں پستان سے چار انگل نیچے تصور کیجئے، اس سے لفظ ''اَللّٰہ'' برابر نکلتا رہے۔

ذاتِ مقدسہ چونکہ محبوبِ قلب ہے اور حسب قاعدہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ۔قلب بے چینی کے ساتھ محبوبِ حقیقی کو یاد کرتا ہے۔ اس میں ذکرِ لسانی کو دخل نہ دیجئے، فقط دھیان اور تصور ہو گا۔ اور خیال ہی خیال میں ذکر کرتے ہوئے کم از کم دو ہزار (۲۰۰۰) روزانہ ایک ہی مجلس میں یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنی ج۴ ص۱۰۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذِکرخفی قلبی کا طریقہ

مکمل یکسوئی سے بیٹھ جائیں۔ نفسانی خواہشات کو دِل سے نکالنے اور خواہش کو معطل کرنے کی کوشش کریں۔

نیت یہ ہو کہ دِل سے گناہوں کا زنگ اُتر جائے، غفلت دور ہو، اللہ کی محبت پیدا ہو جائے اور اللہ کی رضا نصیب ہو جائے اور اللہ کی نظر رحمت کا مستحق ہو جائے۔

مسنون تسبیحات کے بعد تصور کریں کہ دِل ایک شیشے کی مانند ہے جس سے لفظ ''اللہ'' برابر نکل رہا ہے۔

اسم ذات ''اللہ'' خیال کے ساتھ پڑھتے ہوئے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتے رہیں۔ اس ذکر کو اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق روزانہ ایک ہی مجلس یا متعدد مجالس میں اس کو پورا کیجئے۔

ذِکر اِسم ذات ''اللہ''

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں:

(ا) ہمیشہ رحمت خداوندی کے طلب گار رہیں۔ روزانہ کم از کم چھ ہزار مرتبہ اسم ذات یعنی لفظ ''اللہ'' آہستہ آہستہ ذکر کر لیا کریں، خواہ ایک مجلس میں ہو یا مجالس متعددہ میں اور یہ دھیان بوقت ذکر رہے کہ محبوب فقط ''اللہ'' ہے۔ اور مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ، اس کی محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اس کا نام

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میری زبان پر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ ج ۲ مکتوب ۱۳۹)

اسمِ اعظم ’’یا اللہ‘‘

حکایت: حضرت ابوبکرؒ فرغانی نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں قافلہ سے رہ گیا اور منزل مقصود کے لئے صحیح راستہ نہیں مل رہا تھا۔ میں نے الٰہ العلمین کے حضور میں عرض کی کہ کاش! مجھے اسم اعظم نصیب ہوتا، میں منزل کو پالیتا۔ اندریں اثناء دو نوجوان ملے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ اسم اعظم ’’یا اللہ‘‘۔ میں سن کر خوش ہوگیا کہ مجھے اسم اعظم کی تعلیم نصیب ہوئی۔ دوسرے نوجوان نے کہا کہ صرف زبان سے کہنے سے اسم اعظم کام نہیں دے گا بلکہ نہایت عجز وانکساری سے کہے، جیسے کوئی دریا کی موجوں میں اس کی سخت طغیانی میں پھینک کر عرض کرتا ہے: یا اللہ! اگر ایسے ہی کہو گے تو یہی اسم اعظم ہے۔ اور اسی سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ماویٰ اور ملجا نہیں ہے۔

(تفسیر روح البیان ج ۳ پ ۱۰ ص ۱۷)

ذکر اسم ذات...... ’’اللہ اللہ‘‘

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں: درود شریف پڑھیں اور باقی اوراد کے بجائے ذکر اسم ذات کی کثرت کرلیں۔ اسم ذات ’’اللہ‘‘ کے اندر تمام تسبیحات آجاتی ہیں۔ حسب حال اسم ذات جتنا زیادہ کرسکے، بڑی نعمت ہے۔ قلبی توجہ کے ساتھ صرف زبان

سے اَللہُ اَللہُ پڑھیں۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت بھی صرف ذکر کی نیت سے ہو۔ اور فہم قرآن کے لئے تفسیر کا بھی حسب ضرورت مطالعہ کر لیں۔

(۳) زیارت نبوی ﷺ کے لئے حسب ذیل وظیفہ پڑھ لیا کریں:

شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف اور ایک ہزار مرتبہ سورۂ کوثر پڑھ کر سو جائیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۲)

مجرب روحانی علاج

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں: تلاوت قرآن اور درود شریف کے علاوہ اسم ذات اَللہُ اَللہُ کی کثرت رکھیں۔ قلب کی طرف توجہ کر کے دل میں پڑھتے رہیں۔ اسم ذات کے اندر نور ہے۔ غیر اللہ کی ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں اور مقصود حیات حاصل ہو جاتا ہے۔ دُنیا اور اہل دُنیا سے کٹ کر انسان (اہل ایمان) اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑے۔ غیر اللہ کی تمام تر ظلمتیں توڑنے کا یہ گویا کہ مجرب علاج ہے۔

(مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۵)

مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں: آپ کو بھی بشرط ذِکر و ریاضت مدنی سلسلہ سے مقدر حصہ ملے گا، بفضلہٖ تعالیٰ۔ آپ بھی اسم ذات کی کثرت

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

رکھیں۔ قید و بند بظاہر تو ایک بڑی مصیبت ہے، لیکن اس کے اندر بھی رحمتیں پنہاں ہیں۔ اندر ہوں یا باہر، مقصد حیات تو اپنے رب کریم کے ساتھ تعلق جوڑنا ہے۔ اگر مقصودِ حیات حاصل ہو جائے تو فوزِ عظیم ہے۔......

(مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۴)

یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے

حسب ضابطہ قرآنی: ''کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ''، جو بھی اس جہان میں آیا ہے، وہ مستقل طور پر یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا۔ یہ دُنیا بطور مسافر خانہ کے ہے۔

اصل منزل آخرت ہے۔ یہ دُنیا دار العمل ہے اور آخرت دارِ جزا (یَوْمِ الدِّیْن) ہے۔ جو ہم یہاں بوئیں گے، آخرت میں اس کا پھل پائیں گے۔ لیکن آج کل مادیت کا غلبہ ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ احساس ہے کہ ہم اس فانی زندگی میں آخرت کے لئے کچھ کمالیں۔

موت پر انسان ہر چیز چھوڑ کر اس جہان سے رُخصت ہو جاتا ہے۔ قبر اور قیامت میں دو ہی چیزیں کام دیں گی: ① ایمان اور ② اعمالِ صالحہ۔

قرآن مجید میں جابجا فرمایا گیا: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اصل بنیاد ایمان ہے۔ اگر عقیدہ شریعت کے مطابق صحیح ہے تو عمل قبول ہے۔ اگر عقیدہ صحیح نہیں (العیاذ باللہ) تو عمل خواہ صورتاً کتنا ہی اچھا ہو قبول

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نہیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۷)

اِسم ذات کا ذِکر رُوح کی غذا ہے

اعلانِ خداوندی ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (یعنی دِلوں کو اطمینان ذِکر الٰہی سے ہی ہوگا)۔ کیوں کہ ذکر روح کی غذا ہے۔

نماز بھی اعلیٰ درجے کا ذکر ہے۔ فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (میرے ذِکر میں نماز قائم رکھیں)۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

تلاوتِ قرآن بھی ذکر ہے۔

خصوصی ذکر اسم ذات اللہ اللہ: لیکن ایک ذکر وہ ہے جو صوفیہ کرام کے نزدیک خصوصی ذکر ہے۔ مثلاً اسم ذات کا ذکر یعنی اللہ اللہ، نفی اثبات کا ذکر یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ۔ اس کا مخصوص فائدہ ہے۔ اسم ذات اللہ اللہ جتنا بھی ہو سکے کرتے رہیں۔ (مکتوبات مولانا قاضی مظہر حسینؒ بنام عبدالوحید الحنفی مکتوب ۱۷)

ذِکر نفی اثبات

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں: نفی واثبات میں اعلیٰ درجہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کے کلمہ طیبہ میں یہ ہے کہ جو کچھ دید و دانش اور کشف وشہود میں آئے، خواہ وہ محض تنزیہ و بے کیف ہو، سب کچھ "لَآ" کی تحت میں داخل ہو اور اثبات کی جانب میں سوائے "اللّٰـه" کہنے کے جو دل کی موافقت سے کہا جائے اور کچھ نصیب نہ ہو۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۴ ص ۷۱۱)

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

مقام فرد......قطبیت سے مقام فردیت تک

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: قطب کا انتہائی عروج اسی مقام (اقطاب محمدیہ) تک ہوتا ہے۔ دائرہ ظلیت بھی اسی مقام پر ختم ہوجاتا ہے۔ بعد ازاں یا تو خالص اصل ہے یا اصل اور ظل ملے ہوئے ہیں۔ یہ مقام افراد کے لئے مخصوص ہے۔

ہاں بعض قطب بھی افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں اصل اور سایہ ملے جلے ہیں) تک ترقی کرتے ہیں اور اس اصل وسایہ ملے ہوئے کو دیکھتے ہیں۔ لیکن محض اصل خالص تک پہنچنا یا اسے دیکھنا حسب درجہ افراد کا خاصہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ اس مقام اقطاب پر پہنچ کر جناب سرور کائنات ﷺ سے مجھے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی اور اس منصب سے مجھے سرفراز فرمایا۔

بعد ازاں پھر عنایت الٰہی جل شانہٗ عم نوالہٗ کی عنایت میرے شامل حال ہوئی اور اس مقام سے اوپر کی طرف ترقی نصیب ہوئی۔ حتیٰ کہ مجھے عنایت الٰہی نے اصل ممتزج (اصل وسایہ ملا ہوا) تک پہنچایا۔ اور وہاں بھی فنا و بقا نصیب ہوئی۔ جیسا کہ گذشتہ مقامات میں ہوتی آئی تھی۔ وہاں سے آگے مقاماتِ اصل میں ترقی عنایت فرمائی اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اس آخری عروج میں جو مقاماتِ اصل کا عروج ہے، حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس

سرہٗ کی روحانیت کی تربیت نصیب ہوئی، جس نے اپنی قوت تصرف سے ان مقامات سے عبور کرا کے اصل الاصل میں پہنچا دیا۔ وہاں سے پھر میں جہان کی طرف لوٹایا گیا۔ چنانچہ لوٹتے وقت ہر مقام سے عبور حاصل ہوا۔ مجھے یہ نسبت فردینہ جس سے عروج اخیر مخصوص ہے، اپنے والد ماجد (شیخ عبدالواحد بن زین العابدینؒ) سے حاصل ہوئی۔

مجھے عبادتِ نافلہ کی توفیق خصوصاً نمازِ نافلہ کا ادا کرنا بھی اپنے والد ماجد سے حاصل ہوا اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ (شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ) سے جو سلسلہ چشتیہ سے منسوب تھے، حاصل ہوا۔ جب تک مقام اقطاب سے عبور نہ کر چکا، مجھے علم لدنّی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوتے رہے۔

بعض بڑے بڑے اقطاب ارشاد ہو کر مقام فردیت میں جاتے ہیں اور وہاں سے نہایت النہایۃ میں پہنچتے ہیں۔ صرف افراد کی راہ اور ہے۔ بغیر قطبیت کے اس راہ سے نہیں گزر سکتے۔ یہ مقام (کبرویہ) مقام صفات اور اس شاہراہ کے مابین واقع ہے۔ گویا یہ دونوں مقاموں کا رُخ ہے، دونوں طرف سے اُسے حصہ ملتا ہے۔

پہلا مقام (چشتیہ) شاہراہ کی دوسری طرف واقع ہے، جس کو صفات سے بہت کم مناسبت ہے۔ اس کے بعد مجھے اکابر سہروردیہ کے مقام میں جو شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ سے اس طرف ہیں، عبور واقع ہوا۔ یہ مقام سنت نبوی

علیٰ مصدر ہا الصلوٰۃ و السلام والتحیات کے اتباع کے نور سے آراستہ اور مشاہدہ فوق الفوق کی نورانیت سے مزین ہے۔ توفیق عبادات اس مقام کی رفیق ہے۔ بعض سالک جو ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے اور عبادات نافلہ میں مشغول ہیں، اس سے مطمئن ہیں۔ انہیں بھی اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے اس مقام سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے۔ عبادات نافلہ اصالتاً اسی مقام کے مناسب ہیں۔ دوسرے کیا مبتدی اور کیا منتہی سب اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے بہرہ ور ہیں۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۶۸)

قطب ارشاد

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: ''قطب ارشاد'' جس میں فردیت کے محال کمالات بھی پائے جاتے ہیں، نہایت قلیل الوجود ہوتا ہے۔ کئی صدیوں بلکہ بے شمار زمانہ کے بعد اس قسم کا موتی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے نور ظہور سے تاریک دُنیا روشن ہو جاتی ہے۔ اس کی ہدایت محیط عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام جہان کو حاصل ہوتی ہے۔ جس شخص کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتے ہیں، اسی کی وساطت سے ہوتے ہیں۔ اس کے وسیلے کے بغیر براہِ راست کسی کو یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔ گویا اس کا نورِ ہدایت سمندر کی طرح تمام جہان کو گھیرے ہوتا ہے اور وہ ایک منجمد سمندر ہے، جو بالکل حرکت نہیں کرتا۔ جو شخص اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کا مخلص ہوتا ہے یا

وہ بزرگ کسی طالب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو توجہ کے وقت طالب کے دل میں گویا ایک سوراخ کھل جاتا ہے، جس کی راہ اس دریا سے توجہ اور اخلاص کے موافق سیراب ہوتا ہے۔

اسی طرح جو شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن اس بزرگ (قطب ارشاد) کی طرف متوجہ نہیں مگر انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ اسے جانتا نہیں تو بھی اسے اسی قسم کا فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر پہلی صورت میں بہ نسبت دوسرے کے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جو ''قطب ارشاد'' کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے ناراض ہے، خواہ وہ کتنا ہی ذِکر الٰہی میں مشغول رہے، پھر بھی رُشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم رہتا ہے اور اس کا انکار اس کے فیض کا سدراہ ہوتا ہے، خواہ قطب ارشاد اسے فائدہ نہ پہنچانے کے لئے یا نقصان پہنچانے کے لئے توجہ نہ ہی کرے، ایسے شخص کو ہدایت کی حقیقت میسر نہیں ہو سکتی۔

گویا اسے رُشد کی صورت حاصل ہوتی ہے، لیکن محض صورت سے کیا کام نکل سکتا ہے۔ صورت بے معنی سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ قطب ارشاد کے محبّ و مخلص ہوتے ہیں، گو وہ ذکر الٰہی اور توجہ مذکور سے خالی ہی ہوں تو بھی محض محبت کی وجہ سے رشد و ہدایت کا نور پا لیتے ہیں۔

وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَ الْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ۔ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۶۹)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذِکرِ اسمِ ذات "اَللّٰہُ" سے سیر عن اللہ باللہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: سَیر اِلَی اللّٰہ سے مراد کسی ایک اسم الٰہی تک کی سیر ہے۔ جو سالک کا مبداء تعین ہے اور سَیر فِی اللّٰہ سے مراد اس اسم میں یہاں تک سیر کرنا ہے کہ اسماء و صفات اور شیون و اعتبارات کے لحاظ سے مجرد ذات احدیت کی بارگاہ میں پہنچ جائے۔

یہ تقریر اس وقت درست معلوم ہوتی ہے جب کہ اسم مبارک "اَللّٰہُ" سے مراد مرتبہ وجوب لیا جائے، جو اسماء و صفات کا جامع ہے۔ لیکن اگر اس اسم مبارک "اَللّٰہُ" سے مراد ذات محض لی جائے تو پھر سَیر فِی اللّٰہ بھی سَیر اِلَی اللّٰہ میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس طرح سَیر فِی اللّٰہ بالکل حاصل نہیں ہوتی۔ کیوں کہ آخری نقطہ میں سیر کرنا وہم و خیال میں نہیں آ سکتا۔

اس نقطے پر پہنچ کر بلا توقف جہان کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔ جیسے سَیر عَنِ اللّٰہ بِاللّٰہ کہتے ہیں۔ یہ شناخت آخری سے آخری نقطہ تک کے واصلوں کے لئے مخصوص ہے۔ میرے سوا کسی ولی اللہ نے اس شناخت کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اپنی طرف چن لیتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ وَالسَّلَام عَلٰی سَیِّد الْمُرْسَلِیْن مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْن اَبَدَالْاٰبِدِیْن۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۱۷۶)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نماز میں لطائف ستہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: نہایت النہایت (آخری مقام) واصل رجوع قہقری کے (الٹے پاؤں واپس آتے) وقت نچلے سے نچلے مقام میں اتر آتے ہیں، یہی نچلے سے نچلے مقام میں اُتر آنا ہی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور آخری سے آخری مقام تک ترقی کر چکے ہیں۔

جب نزول اس خصوصیت سے وقوع میں آتا ہے تو صاحب رجوع ہمہ تن عالم اسباب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کا کچھ حصہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو اور کچھ خلقت کی طرف۔ کیوں کہ ایسی حالت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ آخری سے آخری مقام تک نہیں پہنچا۔ نیز اسے نچلے سے نچلے مقام تک نزول بھی حاصل نہیں ہوا۔

اب اصل بات کو بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ نماز پڑھتے وقت جو کہ مومن کے لئے معراج ہے، صاحب رجوع کے تمام لطائف بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بالکل خلقت کی طرف۔ لیکن فرائض وسنن ادا کرتے وقت چھ لطیفے بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نفل ادا کرتے وقت صرف عمدہ سے عمدہ لطیفے، ممکن ہے کہ حدیث ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ'' کا اشارہ اس خاص وقت کی طرف ہو جو نماز سے مخصوص ہے اور اس اشارہ کا قرینہ

تعین حدیث ''قُرَّۃ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃ (مجھے نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے)''۔ اس قرینے کے علاوہ کشف صحیح اور الہام صریح بھی اس بارے میں مجھے ہوا ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۲)

انسان کے سات لطیفوں کے موافق سات قدم

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں: میرے مخدوم! یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں، انسان کے سات لطیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں۔ دو قدم ''عالم خلق'' میں ہیں، جن کا تعلق قالب اور نفس کے ساتھ ہے اور پنج قدم ''عالم امر'' میں ہیں، جو ① قلب، ② روح، ③ سِرّ، ④ خفی، ⑤ اخفی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں۔ خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی۔

اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٌ مِنْ نُوْرٍ وَّ ظُلْمَۃٍ

تحقیق اللہ تعالیٰ کے لئے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں۔

اور پہلے قدم میں جو عالم امر میں لگاتے ہیں، تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ اور دوسرے قدم پر تجلی صفات اور تیسرے قدم پر تجلیات ذاتیہ کا شروع آ جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس درجوں کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم

پر اپنے آپ سے دور ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان قدموں کے تمام ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فناء بقاء سے مشرف ہوتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔
(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ دفتر اول مکتوب ۵۷)

منصب قیوم (یعنی منصب وزارت قیومیت)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (سورۃ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو خدائی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔

(۲) اور فرماتے ہیں: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (سورۃ احزاب آیت ۷۲)

ترجمہ: ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

تھی۔سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔

اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا اور وہ ظالم ہے اور جاہل ہے۔

ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم تاویل بیان کرتے ہیں، جو ہم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بارِ امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے حوالے بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے۔ جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا افاضہ اور بقا اسی کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔

اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے۔ اگر جن وانس ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہے۔ غرض حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی طرف ہوتی ہے۔ اور سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں۔

"اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا" یعنی اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور توابع وجود کا نام و نشان اور اثر و حکم باقی نہیں چھوڑتا۔ واقعی جب تک اس طرح کا حکم نہ کرے، بارِ امانت کے لائق نہیں ہو سکتا۔

"جَهُوْلًا" یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب کا علم و ادراک نہیں بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے۔ یہ عجز و

جہل اس مقام میں کمالِ معرفت ہے۔ کیوں کہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے زیادہ عارف ہوتا ہے۔ اور جو سب سے زیادہ عارف ہوگا، وہی بارِ امانت کے لائق ہوگا۔

یہ دونوں صفیں گویا بارِ امانت کے اُٹھا لینے کا باعث ہیں۔ یہ عارف جو اشیاء کی قیومیت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ہے، وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجع ہیں۔ انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں، مگر وزیر کے ذریعے پہنچتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۲ مکتوب ۷۴)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

منصب صدیق......مقام صدیقیت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صدیق کے معنیٰ بڑا سچا اور شریعت میں ایک خاص مرتبہ ہے، جس کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔“ (ازالۃ الخلفاء ص ۱۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم کے خواب کا تذکرہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں یوں کیا ہے: ”پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میری روح کو اپنی روح میں لے لیا اور مقام صدیقیت جو ولایت کی انتہاء ہے، سے گذار دیا۔“ (انفاس العارفین ص ۳۷ از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

مقام ولایت......مقام شہادت......مقام صدیقیت

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بے حد عنایت سے کمالات کے درجوں میں ترقیات بخشی ہیں۔ ”مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے اور ولایت کو شہادت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کی تجلی ذاتی سے۔ بلکہ ولایت و شہادت کا درمیانی بُعد ان دونوں تجلیوں کے درمیانی بُعد سے کئی درجے زیادہ ہے۔ اور مقام شہادت سے اوپر مقام صدیقیت ہے۔ اگر وہ فرق جو ان دونوں مقاموں کے درمیان ہے، وہ نہ تو کسی عبارت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی اشارہ سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور اس مقام سے اوپر سوائے مقام نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیمات کے اور کوئی مقام نہیں ہے۔ ممکن نہیں کہ مقام صدیقیت اور نبوت کے درمیان کوئی مقام ہوا ہو بلکہ محال ہے۔

(مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اوّل مکتوب ۱۸ ص ۴۲)

راہِ سلوک میں ترقی مراتب......ذکر، تلاوت، قرآن اور نماز

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی! اس راہ کے مبتدی طالب کے لئے ذکر کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کی ترقی ذکر کے تکرار پر وابستہ ہے بشرطیکہ شیخ کامل مکمل سے اخذ کیا ہو۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ نہ ہو تو وہ ابرار کے اوراد کی قسم

سے ہے، جس کا نتیجہ صرف ثواب ہے۔ اس سے قرب کا وہ درجہ جو مقربین کو حاصل ہوتا ہے، حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ جو کہا کہ ابرار کے اوراد کی قسم سے ہے، اس لئے ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل شیخ کے وسیلہ کے بغیر کسی طالب کی تربیت کرے اور ذکر کا تکرار اس کو مقربوں میں سے بنا دے۔ بلکہ جائز ہے کہ ذکر کے تکرار کے بغیر اس کو قرب کے مراتب سے مشرف کر دے۔ اور اپنے اولیاء میں سے بنا لے۔ اور یہ شرط اکثر کے اعتبار سے ہے اور حکمت و عادت کے موافق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ معاملہ جو ذکر سے وابستہ ہے، پورا ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کے معبودوں کی گرفتاری سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اور نفس امارہ مطمئنہ ہو جاتا ہے تو اس وقت ترقی ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس مقام پر ذکر، ابرار کے اوراد کا حکم پیدا کر دیتا ہے۔

قرب کے مراتب

اس مقام پر قرب کے مراتب قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کو طولِ قرأت کے ساتھ ادا کرنے پر وابستہ ہیں۔ اور اوّل اوّل جو ذکر کرنے سے میسر ہوتا تھا، اس وقت قرآن مجید کی تلاوت اور خاص کر نماز کی قرأت میں حاصل ہو جاتا ہے۔ غرض اس وقت ذکر تلاوت کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔

جو اوّل اوّل ابرار کے اوراد کی قسم سے تھا اور تلاوت ذکر کا حکم پیدا کر لیتی ہے جو ابتداء و وسط میں قربات (یعنی اسباب قرب) میں سے تھی۔ عجیب معاملہ ہے۔ اس وقت اگر ذکر کو قرأت قرآن کے طور پر تکرار کیا جاتا ہے جو آیات

قرآنی کے پاک کلمات میں سے ہے اور ''اَعُــوْذُ'' سے شروع کیا جاتا ہے، تو وہی فائدہ دیتا ہے جو قرآن کی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر قرأت کے طور پر تکرار نہ کیا جائے تو ابرار کے عمل کی طرح ہے۔

ہر عمل کے لئے مقام وموسم ہے

ہر عمل کے لئے مقام و موسم ہے کہ اگر وہ عمل اس موسم میں بجا لائیں تو حسن و ملاحت پیدا کرتا ہے۔ اور اگر موسم میں ادا نہ کیا جائے تو اکثر اوقات وہ عمل سراسر خطاء ہوتا ہے، اگر چہ حسنہ اور نیک ہو۔ جیسے تشہد کے وقت فاتحہ، اگر چہ ''ام الکتاب'' ہے، کا پڑھنا سراسر خطاء ہے۔ پس اس راہ میں پیر اور اس کی تعلیم ضروری ہے۔ وَ بِدُوْنِہٖ خَرْطُ الْقَتَادِ (ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے)۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۲۵)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لطائف ستہ

لطائف ستہ حسب ذیل ہیں (بجز نفس کے، کہ وہ عالم خلق سے ہے، باقی سب عالم امر سے ہیں):

	لطائف کا نام	غذا یا فعل	مقام	رنگ
۱	قلب	ذکر	بائیں زیر پستان	سرخ
۲	روح	حضور	دائیں زیر پستان	سفید

۳	سرّ	مکاشفہ ملکوت	ما بین قلب وروح	سبز
۴	خفی	مشاہدہ فناء	ما بین سینہ	نیلا
۵	اخفی	معائنہ فناہ الفناء	ام الدفاغ	سیاہ
۶	نفس	غفلت	زیر ناف	زرد

لطائف ستہ کشف سے دریافت ہوئے ہیں اور ان کے توحدد وتعدد میں اختلاف ہوا ہے لیکن ان کے افعال خاصہ سے ظاہراً اُن کے تعدد پر استدلال ممکن ہے۔ نفس بقیہ لطائف کے مضاد ہے اور باقی لطائف آپس میں متناسب ہیں۔ اور ہر تحتانی رتبہ فوقانی کے لئے حد ہے اور فوقانی تحتانی پر مشتمل ہے۔ اسی لئے فوقانی ذاکر و جاری ہونے سے تحتانی بھی ذاکر و جاری ہو جاتا ہے۔ بعض نے (تعیین مقامات میں) کچھ اختلاف بھی کیا ہے اور وجہ اختلاف کشف ہے۔ کیوں کہ جملہ لطائف مثل مرایا متعاکسہ (آئینے جن میں عکس نظر آتا ہے) کے ہیں۔ جس شخص کو جہاں کسی لطیفہ کا نور نظر آیا، اُس نے وہیں اس کا مقام سمجھ لیا اور کسی کو مقام اصلی مکشوف ہوا۔ لطائف کی تحقیق مبسوط کا اگر شوق ہو تو ”رسالہ القطائف من اللطائف“ کا مطالعہ کیا جائے۔

(شریعت وطریقت از مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ص ۳۶۶ بحوالہ مبادی التصرف ص ۱۱)

لطائف ستہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ہر ایک شیخ کے

آئینے کے دو رُخ ہوتے ہیں لیکن میرے آئینے کے چھ رُخ ہیں۔ واضح رہے کہ آئینہ سے مراد عارف کا دِل ہے جو روح اور نفس کے مابین برزخ (وسیلہ) ہے۔ آئینے کے دو رُخوں سے مراد ایک رُخ روح کا اور دوسرا نفس کا لیا ہے۔

جس وقت مشائخ مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو ان دونوں رُخوں سے وہ علوم و معارف جو قلب کے مناسب ہوتے ہیں، منکشف ہونے لگتے ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت خواجہ نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز کے طریقہ میں بدایت ہی میں نہایت مندرج ہے۔ اس طریقہ میں آئینہ کے چھ رُخ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مفصل حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں پر منکشف ہوا ہے کہ جو کچھ تمام افراد انسانی میں ثابت ہے وہ چھ لطیفوں سے اکیلے دِل میں متحقق ہے۔ ان چھ لطیفوں سے مراد ① نفس، ② قلب، ③ روح، ④ سرّ، ⑤ خفی، ⑥ اخفی لیے ہیں۔ باقی تمام مشائخ کی سیر قلب کے ظاہر تک محدود ہے لیکن نقشبندیہ بزرگوں کی سیر قلب کے باطن تک بلکہ اس سیر کے ذریعے اس کے اندرونی سے اندرونی نقطے تک ہے۔ اور انہیں ان چھ لطیفوں کے علوم و معارف مقام قلب میں منکشف ہوتے ہیں۔ جو مقام قلب کے مناسب ہیں۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ٦٧٦)

منصب عبد......مرتبہ مقام عبدیت

انسانی پیدائش سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اور اگر ابتداء و

وسط میں کسی کو عشق و محبت دیا جائے تو اس سے مقصود ماسِوَی اللہ سے اس کا قطع تعلق کرنا ہے۔ کیوں کہ عشق و محبت بھی ذاتی مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ مقام عبودیت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ماسِوَی اللہ کی گرفتاری اور بندگی سے پورے طور پر خلاصی پا جائے اور عشق و محبت صرف انقاع کا وسیلہ ہیں۔ اسی واسطے مراتب ولایت میں سے نہایت کا مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ا مکتوب ۳۰)

خادم اہلسنت
عبدالوحید الحنفی

عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: اس موقع پر بعض معارف عالیہ کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ تا کہ ان کے ذریعے واضح ہو جائے کہ نہایت النہایۃ اور غایت الغایۃ سے کیا مراد ہے۔ میں ان معارف کو بتوفیق الٰہی بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ عالم صغیر میں مجمل طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

عالم صغیر سے میری مراد انسان ہے۔ پس جب عالم صغیر کو صیقل کر کے منور کر لیا جاتا ہے تو اس میں آئینہ کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کیوں کہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا احاطہ وسیع ہو جاتا ہے۔

اس وقت صغیر کا لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا اور یہی حالت اس دل کی ہے، جس کو عالم صغیر سے وہی نسبت ہے جو عالم صغیر کو عالم کبیر سے ہے۔

جب دل کو صیقل کیا جاتا ہے اور اس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے تو اس میں بطریق آئینہ عالم صغیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہی نسبت قلب القلب اور قلب میں ہوتی ہے جو قلب اور عالم صغیر میں ہوتی ہے۔

جب قلب کا تصفیہ کر لیا جاتا ہے تو اس میں تمام چیزیں مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دل تیسرے اور چوتھے اور پانچویں مرتبے میں بہ سبب صقالت و نورانیت سابقہ مراتب کی تمام چیزوں کو مفصلاً دکھلانے لگتا ہے۔

اسی طرح جو دل پانچویں مرتبہ میں بسیط محض اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے جب اسے پورے طور پر صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر، صغیر اور بعد کے باقی تمام عوالم کی چیزیں مفصلاً دکھائی دینے لگتی ہیں۔

سو وہ تنگ لیکن سب سے فراغ اور بسیط سے بسیط نہایت چھوٹا لیکن سب سے بڑا ہے۔ اس وصف کی کوئی اور چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی۔ اس لطیفہ بدیعہ سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے:

لَا یَسِعُنِی اَرْضِی وَ لَا سَمَائِی وَ لٰکِنْ یَسِعُنِی قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۷)

عبدالمجید

ترجمہ: میرے آسمان اور میری زمین میں میری گنجائش نہیں۔ میں صرف اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔[1]

عالم کبیر اگرچہ بلحاظ ظہور نہایت وسیع ہے اور اس کی کثرت و تفصیل کی وجہ سے اسے اس چیز کے ساتھ جس میں کثرت و تفصیل بالکل نہ ہو، کوئی مناسبت نہیں۔ وہ تنگ لیکن بہت وسیع ہے۔ اور بسیط الابسط ہے۔ بہت ہی تھوڑا ہے لیکن ساتھ ہی بہت ہی کثیر بھی ہے۔

جب وہ عارف جو بلحاظ معرفت مکمل اور از روئے شہود اکمل ہو اس مقام پر پہنچتا ہے جو عزیز الوجود اور شریف رتبہ ہے تو وہ عارف تمام جہان اور اس کے ظہورات کے لئے بمنزلہ قلب (دل) ہو جاتا ہے۔ تب اسے ولایت محمدیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور دعوتِ مصطفویہ سے مشرف ہوتا ہے۔ قطب، اوتاد اور ابدال سبھی اُس کی ولایت کے دائرہ کی تحت میں داخل ہوتے ہیں اور ہر قسم کے

---

[1]...... **اس حدیث قدسی سے مراد:** ① مراد اس گنجائش سے مرتبۂ وجوب کی صورت ہے نہ کہ حقیقت۔ کیوں کہ حلول وہاں محال ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۱ مکتوب ۹۵ ص ۲۹۵) ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل ظہور مومن کے قلب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو یہ دولت حاصل نہیں۔ ہاں زمین و آسمان اس وسعت کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہ وسعت مومن آدمی کے دل کو حاصل ہے جو اس دولت کے لئے مستعد ہے۔ پس وسعت قلبی کا حصہ زمین و آسمان کے اعتبار سے ہے نہ کہ ان تمام مصنوعات کے اعتبار سے جو عرش کو بھی شامل ہیں کہ حدیث قدسی کے مفہوم کے برخلاف متصور ہو۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۲ مکتوب ۶۷ ص ۲۵۹)

اولیاء اللہ مثلاً افراد و آحاد سبھی اس کے انوارِ ہدایت کے تحت مندرج ہیں۔ کیوں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نائب مناب اور حبیب الٰہی کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ یہ عزیز الوجود اور شریف نسب مرادوں میں سے کسی ایک سے مخصوص ہوتی ہے۔ مریدین کو یہ کمال نصیب نہیں ہوتا۔ یہ بڑی نہایت اور آخری غایت ہے۔ اس کے اوپر کوئی کمال نہیں۔ اور اس سے عمدہ کوئی بخشش نہیں۔ خواہ اس قسم کا عارف ہزار سال بعد پایا جائے تو بھی غنیمت ہے۔ اس کی برکت مدید اور عرصہ بعید تک جاری رہتی ہے۔ ایسے عارف کا کلام بمنزلہ دوا اور اس کی نظر بمنزلہ شفا ہوتی ہے۔ اس آخری امت میں سے ان شاء اللہ حضرت مہدی موعود اس نسبت شریفہ پر پائے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ دولت عظمیٰ سلوک و جذبہ کے دونوں رستے بالترتیب و بالتفصیل طے کرنے سے وابستہ ہے۔ نیز فنائے اتم اور بقائے اکمل کو ایک ایک درجہ کر کے حاصل کرنے پر منحصر ہے۔ سو یہ باتیں جناب رسول سرور کائنات ﷺ کی فرمانبرداری کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتیں۔...... الخ

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۶)

ہمزاد شیطان

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بنی آدم نہیں جس کا ساتھی ایک جن نہ ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا ساتھی بھی جن ہے؟ فرمایا: ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر طاقت دی ہے کہ میں اس کی شر سے سالم بچا ہوا ہوں۔

یہ معنیٰ اس صورت میں ہے کہ لفظ ”فَـاَسْـلِـمُ“ جو حدیث میں واقع ہے، اس کو صیغہ متکلم سے روایت کیا جائے۔ اور اگر صیغہ ماضی سے روایت کیا جائے تو اس کے معنیٰ اس طرح ہوں گے:

”میرا ساتھی مسلمان ہوگیا ہے۔“

یہ اخیر کے معنیٰ مشہور ہیں اور اس کے مسلمان ہونے یا مرنے سے مراد اس کی تابعداری نہ کرنا اور اس کو ذلیل وخوار رکھنا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ج ۳ مکتوب ۳۳)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

شیطان سراسر فتنہ ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے سوال کیا گیا:

سوال: آدمی باوجود عقل وفراست کے اس شیطان کا مغلوب کیوں ہو جاتا ہے؟ اور اس کی بُری رہنمائی کی طرف کیوں جلدی کرتا ہے؟

حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

جواب: شیطان سراسر فتنہ و بلا ہے۔ حق تعالیٰ نے بندوں کے امتحان اور آزمائش کے لئے مسلط کیا ہے۔ اور اس کو ان کی نظر سے چھپا دیا ہے۔ اور اُس کے احوال پر ان کو اطلاع نہیں دی۔ اور اُس کو ان کے احوال سے واقف

کر دیا اور ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری کیا ہے۔ وہ بڑا ہی سعادت مند ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے ایسی بلا کے مکر و فریب سے محفوظ رہے۔ باوجود اس تسلط کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے مکر اور کید کو ضعیف فرمایا ہے۔

اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا (سورۃ النسآء آیت ۷۶)

ترجمہ: واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

اور سعادت مندوں کو دلیر کر دیا ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان باوجود اس تسلط کے لومڑی کا حکم رکھتا ہے۔ اور اُس کے فضل کی امداد کے بغیر پھاڑنے والا شیر ہے۔

جواب ۲: دوسرا جواب یہ ہے کہ شیطان انسان کی خواہشات کی راہ سے آتا ہے اور اس کو مشتبہات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نفس امارہ کی مدد سے جو گھر کا دشمن ہے، آدمی پر غلبہ پاتا ہے۔ اور اس کو اپنا فرماں بردار بنا لیتا ہے۔ شیطان کا مکر فی حد ذاتہٖ ضعیف ہے۔ لیکن خانگی دشمن کی مدد سے اپنا کام کر جاتا ہے۔ درحقیقت ہماری بلا ہمارا نفس امارہ ہی ہے جو ہمارا جانی دشمن ہے۔ اس کمینہ کے سوا کوئی بھی اپنے آپ کا دشمن نہیں۔ باہر کا دشمن اسی کی مدد سے اپنا کام کرتا ہے۔

پس اوّل اپنے نفس کا سر کاٹنا چاہیے۔ اور اس کی تابعداری کو چھوڑنا چاہیے۔ اور اس کو ذلیل و خوار کرنا چاہیے۔ اسی جہاد کے ضمن میں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(شیطان) بھائی کا سر بھی کٹ جائے گا۔ اور وہ بھی ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ راستہ پر چلنے والے انسان کا حجاب اس کا اپنا ہی نفس ہے۔ اور بھائی (شیطان) مبحث سے خارج ہے، جو دور سے شرارتوں کی طرف دعوت کرتا ہے۔ اور سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔ جب نفس تابع ہو جائے تو پھر بیرونی دشمن اللہ تعالیٰ کی مدد سے بآسانی دفع ہو جاتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان (سورہ بنی اسرائیل آیت ٦٥)

ترجمہ: میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں۔

ان بندوں کے لئے بشارت ہے جو نفس کی غلامی سے آزاد ہو کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول ہیں۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ٣ مکتوب ٣٣)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال

٣٠ ربیع الاول ١٤٣١ھ ١٧ مارچ ٢٠١٠ء

☆☆☆☆

سکیننگ کمپوزنگ ڈیزائننگ پروف ریڈنگ کلر پرنٹنگ بائنڈنگ
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال 0334-8706701، zedemm@yahoo.com